بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید کے اردو تراجم کا تقابلی جائزہ

تنزیہ کنز الایمان عن خرافات اہل الطغیان

تالیف :-

استاذ الاساتذہ الحافظ الحاج محمد احسان الحق جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر
بزمِ محدثِ اعظم پاکستان
مرکزی جامع مسجد ہجویری جناح کالونی فیصل آباد

قرآن مجید کے اردو تراجم کا تقابلی جائزہ

تنزیہ کنز الایمان

عن

خرافات اہل الطغیان



تالیف

استاذ الاساتذہ الحافظ الحاج محمد لسان الحق جامعہ رضویہ، فیصل آباد

شیر ۔ بانی سٹیل اینڈ کراکری ہاؤس

بوہڑ والا چوک ساہیوال

ناشر:-

بزمِ محدثِ اعظم پاکستان

مرکزی جامع مسجد ہجویری ۔ جناح کالونی فیصل آباد

نام کتاب ——— تنزیہ کنز الایمان

تالیف ——— استاذ الاساتذہ الحافظ الحاج محمد احسان الحق
جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

کاتب ——— سید احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل صاحب

تعداد ———

ناشر ——— بزمِ محدثِ اعظم پاکستان

تاریخ اشاعت ——— ماہ صفر ۱۴۰۵ھ

قیمت



ملنے کے پتے:

مکتبہ حامدیہ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

نوری بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد ○ سلطانی کتب خانہ محمد پورہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید کے اردو تراجم میں سب سے بہتر ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ہے۔ جسے امام اہل سُنّت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب البریلوی علیہ الرحمۃ نے تصنیف فرمایا۔

دیوبندی وہابی مودودی تراجم میں متعدد غلطیاں پائی جاتی ہیں[1] جن سے عقائد حقہ اہل سُنّت وجماعت پر زبردست زد پڑتی ہے اور درس نظامی میں مہارت نہ رکھنے والے اردو خواں عوام اسلام کے بچے اور بچے عقائد سے دور ہو جاتے ہیں۔ بنا بر اختصار چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مثال نمبر ۱

اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ - (پارہ نمبر ۱ رکوع نمبر ۲ آیت نمبر ۸)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی ۔ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔

---

[1] شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب کی طرف جو تراجم منسوب ہیں ان میں بھی غلطیاں پائی جاتی ہیں مگر ہم بنا بر حسن ظن ان مرد و بزرگوں پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ ان کی اور حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت شاہ عبد العزیز علیہم الرحمۃ کی کتب ہم تک وہابیوں دیوبندیوں کے توسط سے پہنچی ہیں۔ وہابیہ نے ان کی تصانیف میں تحریفیں کرکے اپنے مذہب کے مطابق عبارتیں بنالی ہیں لہٰذا ہر غلط عبارت [illegible]

ترجمہ عبدالماجد دریابادی — انہیں اللہ بنا رہا ہے۔

ترجمہ وحید الزماں — اللہ جل شانہ' ان سے دل لگی کرتا ہے۔

ترجمہ مودودی — اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔

ان چار تراجم میں اللہ تعالیٰ کی طرف مددرجہ کے مکروہ الفاظ منسوب کرکے بے عیب ذات کو عیب دار ظاہر کیا گیا ہے اور اردو خواں عوام کا ایمان تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے (العیاذ باللہ)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے ان غلط تراجم سے بچاکر اہل اسلام کو صحیح ترجمہ مرحمت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ لفظ یَسْتَھْزِئُ منسوب الی اللہ ہونے کی صورت میں متشابہات کے قبیلے سے ہو جاتا ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مثال نمبر ۲

سَخِرَ اللّٰہُ مِنْھُمْ ۔ پارہ ۱۰ رکوع ۱۶ آیت ۷۹

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی — اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے۔

ترجمہ عبدالماجد دریابادی — اللہ ان سے تمسخر کرتا ہے۔

ترجمہ مودودی — اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے۔

ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد — اللہ ان منافقوں پر ہنستا ہے۔

پہلی آیت کی طرح اس آیت کے بھی مندرجہ بالا تراجم غلط اور گمراہ کن ہیں۔ ان

تراجم خبیثہ کے پیشِ نظر ایک خبیث ہندو قرآن پاک کے متعلق کیسی خبیث بکواس کرتا ہے ملاحظہ ہو۔
انسان آپس میں ٹھٹھا کیا کرتے ہیں لیکن خدا کا کسی کے ساتھ ٹھٹھا کرنا ہنسی کی بات ہے یہ قرآن ہے یا بچوں کا کھیل۔ (ستیارتھ پرکاش ص۴۵)

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ایسا پیارا ترجمہ کیا ہے کہ اس کے پیشِ نظر قرآن پاک پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا۔

اللہ ان کی ہنسی کی سزا دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ لفظ "سخر" جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنی ہنسی کی سزا دینے کے ہوتے ہیں۔

مثال نمبر ۳ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ۔
(پ ۵ رکوع ۱۸ آیت ۱)

ترجمۂ محمود الحسن دیوبندی۔ البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے وہی ان کو دغا دے گا۔

ترجمۂ وحید الزمان منافق (سمجھتے ہیں کہ وہ) اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں اور (یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالیٰ ان کو فریب دے رہا ہے۔

ترجمۂ مودودی یہ منافق اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ نے ہی انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

دیا نیوں کے لیے ہوئے ان نیست تمام کے پیش نظر نیست ہندو کا اعتراض سنیئے وہ بخا ہے۔ اللہ بُرے لوگوں کے دھوکے میں آتا ہے اور وہ خود دوسروں کو دھوکا دیتا ہے تو ایسے خُدا کو دور ہی سے سلام ہے وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے اور دھوکے باز اسے ملیں"۔ (ستیارتھ پرکاش ص۲۲)

یہ اعتراض اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ترجمہ پر نہیں کیا جا سکتا۔ آپ فرماتے ہیں۔

بیشک منافق اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انھیں غافل کر کے مارے گا۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۲ یَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ۔ (پ۹ رکوع ۱۸ آیت ۲)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی۔ وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا۔

ترجمہ وحید الزمان وہ اپنا داؤں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنا داؤں کر رہا تھا۔

ترجمہ مودودی وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا۔

ترجمہ فتح محمد جالندھری (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا۔

ترجمہ فسوبہ بشاہ رفیع الدین   مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ "

قرآن وحدیث میں بارہا لفظ "سبحان" ذکر فرماکر بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ مگران مترجمین نے غلط وگمراہ کن تراجم کے ذریعہ اس کی بے عیب ذات کے لیے مکر داؤ چالبازی جیسی مذموم صفات ثابت کر کے ایک خبیث ہندو کو زبردست گستاخی پر جری کر دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "خدا مکر کرتا ہے اور مکاروں کا ساتھی ہے پس قرآن کلام اللہ نہیں کسی مکار کی تصنیف ہے"۔ (ستیارتھ پرکاش ص۳۱)

بے خبر مترجمین نے اگر بوقت ترجمہ کچھ محنت کی ہوتی اور (تفاسیر معتبرہ (قرطبی ج۱ ص۲، بیضاوی مع حاشیہ کازرونی ج۲ ص۱، مصری کبیر ج۸ ص۱، جمل ج۱ ص۲۷ وغیرہ) کا مطالعہ کیا ہوتا تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ نہ مکر کرتا ہے نہ چالیں چلتا ہے وہ تو دشمنوں کی ہلاکت کی خفیہ تدبیریں فرمایا کرتا ہے۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کا نفیس ترجمہ ملاحظہ ہو جس میں شان الوہیت کا پورا احترام کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ (کنزالایمان)

مثال نمبر ۵   یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ۔ (پ۲۹ رکوع ۴ آیت ۹)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی — جس دن کہ کھولی جائے گی پنڈلی "

ترجمہ وحید الزمان — جس دن (حق تعالیٰ کی) پنڈلی کھولی جائے گی

قرآن مجید کی کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہ۔ محکمات پر عمل کرنا اور متشابہات پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص۳۱) مگر متشابہات کے معانی کو اللہ و رسول (جل مجدہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی نہیں جانتا (آلِ عمران رکوع ۱ ص ۱) اس آیت کریمہ میں ذکر کردہ لفظ "ساق" متشابہات کے قبیلے سے ہے۔ مگر افسوس کہ ان مترجمین نے "ساق" کا معنیٰ پنڈلی کیا اور پنڈلی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب مانا اسے کپڑوں میں ملبوس ٹھہرایا اور اتنا نہ سوچا کہ اس ترجمہ سے عوام بہک جائیں گے اور اس بدعقیدگی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جسم ہے پنڈلی رکھتا ہے کپڑے پہنتا ہے۔ ایک دن کپڑا اٹھا کر پنڈلی ننگی کر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اب یا تو یہ مترجمیں اللہ تعالےٰ کی طرح اس کے کپڑے کو بھی قدیم مانیں گے اور جس کارخانے میں تیار کیا گیا اسے بھی قدیم ٹھہرائیں گے۔ یا حق سبحانہٗ تعالیٰ کو محتاج الی الحادث سمجھیں گے۔ بہر صورت شرک سے نہیں بچ سکتے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ تفاسیر معتبرہ کا نچوڑ ہے اور عقائد اہل سنت وجماعت کا محافظ ہے ملاحظہ ہو۔

جس دن ایک ساق کھولی جائے گی جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے۔

(کنزالایمان)

مثال نمبر ۶ لَآ اُقْسِمُ ۔ (پ ۲۹ رکوع ۶ آیت ۱)

جس طرح اللہ تعالیٰ جسم اور پنڈلی سے پاک ہے یونہی کھانے پینے کی نسبت سے بھی پاک ہے کیونکہ یہ مخلوق کی صفتیں ہیں خالق کی نہیں مگر "لَآ اُقْسِمُ" کا ترجمہ کرتے وقت اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، مودودی، ثناء اللہ امرتسری، وحید الزمان وغیرہ وہابیہ دیوبندیہ نے زبردست ٹھوکریں کھائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف کھانے کی نسبت کرتے ہوئے صاف لکھ دیا کہ "میں قسم کھاتا ہوں" العیاذ باللہ

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے **اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ** کے مزار پرانوار پر کہ آپ نے شان الوہیت کا لحاظ رکھ کر ترجمہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

"مجھے قسم ہے" (کنز الایمان)

مثال نمبر ۷ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۔ (پ ۲۷ رکوع ۲ آیت ۱۱)

ترجمۂ **اشرف علی تھانوی**۔ میں ان سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلائیں۔

ترجمۂ **محمود الحسن دیوبندی**۔ میں نہیں چاہتا ان سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں۔

ترجمہ ثنا اللہ میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں۔

ترجمہ مودودی میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔

ان ترجموں سے اردو خواں عوام اس بدعقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کھانا کھاتا تو ہے مگر وہ کسی سے مانگتا نہیں حالانکہ وہ جل طرح مانگنے سے پاک ہے یونہی کھانے سے بھی پاک ہے۔ فرماتا ہے هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ یعنی اللہ تعالیٰ سب کو کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا (پ رکوع ۱۰) اگر ان مترجمین نے کھانا کھلانے اور کھانا دینے کا فرق معلوم کیا ہوتا تو "يُطْعِمُونَ" کا ترجمہ لکھتے وقت اس زبردست غلطی کا شکار نہ ہوتے۔

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ اس غلطی سے بالکل محفوظ ہے اور شان الوہیت کا صحیح ترجمان ہے

فرماتے ہیں۔

میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں (میری خلق کے لیے) کنزالایمان مع الخزائن۔

مثال نمبر ۸ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔ (پ رکوع ۹ آیت ۱۴)

ترجمہ اشرف علی تھانوی یہ (گمراہ) لوگ صرف اس امر کے منتظر

معلوم ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس
(سزا دینے کے لیے) آویں۔

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی کیا وہ اس کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے
ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں اور
فرشتے۔

ترجمہ مودودی کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے چتر لگائے
فرشتوں کے پرے ساتھ لیے خود سامنے آموجود ہو۔

ترجمہ ثناء اللہ امرتسری یہ مشرک لوگ اب اس امر کی انتظار کرتے ہیں کہ
خود خدا ہی بادلوں کے سائے میں ان کے پاس
آوے اور اس کے فرشتے۔

آنا جانا یوںسی بادلوں میں یا کسی دوسری چیز میں مستور و محاط و مظروف
ہونا یہ سب مخلوق کی صفتیں ہیں خالق کی نہیں۔ حق تعالیٰ ان سب سے
پاک ہے مگر مندرجہ بالا مترجمین نے اس کی مقدس ذات کی طرف آنے
کی بھی نسبت کی اور بادلوں میں مستور و محاط ہونے کی بھی (لاحول ولا
قوۃ الا باللہ) اگر ان مترجمین نے کچھ محنت کی ہوتی اور ترجمہ لکھتے وقت
سورہ النحل کی آیت ۳۳ و ۳۴ کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ
تعالیٰ کے آنے کی بجائے اس کا حکم اور عذاب آیا کرتا ہے۔ دیوبندی ترجمہ
کے پیش نظر ایک دیانتدار قرآن پاک پر اعتراض کرتا ہے کہ کیا خدا اسی
طرح اپنے سربستہ فرشتوں کو لے کر پھرا کرتا ہے جس طرح جرنیل اپنی فوج کو۔
ستیارتھ پرکاش ص ۸۲۴

مگر اعلیحضرت قبلہ قدس سرّہ کا ترجمہ اس خبیث اعتراض سے پاک ہے اور عقائد اہل سنت جماعت کا صحیح محافظ ہے آپ فرماتے ہیں۔

کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور اس کے فرشتے اتریں۔(کنز الایمان)

مثال نمبر ۹

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ۔
(پارہ نمبر۷ رکوع نمبر۵ آیت نمبر۱۱۶)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔

ترجمہ عبد الماجد تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیرے دل میں ہے۔

ترجمہ وحید الزمان تو تو میرے دل تک کی بات جانتا ہے اور (البتہ) میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔

ترجمہ مودودی آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔

دل اور جی جسم کے ایک ٹکڑے کا نام ہے اللہ تعالیٰ جسم سے بھی پاک ہے اور اس کے اجزا سے بھی۔ اس عقیدہ حقّہ سے مندرجہ مترجمین کس قدر بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بلا تکلف دل اور جی ثابت کر رہے ہیں۔ انھیں اتنی بھی خبر نہیں کہ دل تو گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے کیا ان کا خدا گوشت سے بنا ہوا ہے (معاذ اللہ)

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے اس جگہ بھی اہل سُنت و جماعت کے عقائد کی پوری پوری حفاظت کی۔ فرماتے

ہیں "تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے"
(کنزالایمان)

مثال نمبر ۱

اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ ۔
(پ ۹ رکوع ۱۱ آیت ۵)۔

ترجمہ **اشرف علی تھانوی** اللہ تعالیٰ آڑبن جایا کرتا ہے آدمی اور اس کے قلب کے درمیان میں۔

ترجمہ **وحیدالزماں** اللہ آدمی اور اس کے دل کے بیچ میں آڑ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ **ثناءُاللہ امرتسری** خدا انسان کے دل پر پردہ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ **مودودی** اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

ایک چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور آڑ بنے وہ ان دونوں میں گھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ ظروف اس پر حاوی ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ گھر نہیں سکتا ہے اور کوئی چیز اس پر حاوی ہو نہیں سکتی ہے اس لیے مندرجہ تراجم سب کے سب شان الوہیت کے منافی ہونے کی وجہ سے غلط ہیں۔

صحیح ترجمہ صرف اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرّہ کا ہے آپ نے فرمایا۔

اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے (کنز الایمان)

مثال نمبر ۱۱

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔

(پ ۸ رکوع ۱۴ آیت ۱)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی (اللہ نے) پھر قرار پکڑا عرش پر۔

ترجمہ اشرف علی تھانوی پھر عرش پر قائم ہوا۔

ترجمہ وحید الزمان پھر تخت پر چڑھا۔

ترجمہ ثناء اللہ امرتسری پھر تخت پر بیٹھا۔

چڑھنا بیٹھنا قائم ہونا قرار پکڑنا یہ سب مخلوق کی صفتیں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے پاک ہے تو اس کی مقدس ذات کے لیے ان الفاظ کا استعمال کرنا عقائد اہلِ سُنّت وجماعت سے جاہل ہونے کی دلیل ہے نا فہم۔ مترجمین نے لفظ استوی سے دھوکا کھایا اور یہ نہ سمجھا کہ منسوب الی اللہ ہونے کی صورت میں یہ لفظ متشابہات کے قبیلے سے ہو جاتا ہے ان تراجم کے پیشِ نظر ایک خبیث ہندو قرآن مجید پر اعتراض کرتا ہے کہ جو عرش پر جا بیٹھے وہ حاضر و ناظر کیسے ہو سکتا ہے ؟ (ستیارتھ پرکاش ص ۲۸)۔ ان دیوبندی وہابی مترجمین کی ڈھٹائی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر بھی کہتے ہیں اور غلط ترجمہ کر کے اس کی نفی بھی کرتے ہیں۔

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرّہ نے دیگر علماء حق اہل سنت وجماعت کی طرح اس لفظ کو متشابہات میں شمار کر کے ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۱۲

لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ۔
(پ نمبر ۲۰ رکوع نمبر ۱۳ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ اشرف علی تھانوی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

ترجمہ محمود الحسن البتہ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں۔

ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو ضرور معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی ضرور معلوم کر کے رہے گا۔

یہ تراجم اللہ تعالیٰ کے علم کی تنقیص پر مبنی ہیں ان سے اس بد عقیدگی کو تقویت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا بلکہ اس کا علم آہستہ آہستہ بڑھتا رہتا ہے معاذ اللہ، افسوس کہ ان مترجمین نے عقائد اہل سنت وجماعت سے منہ موڑ کر ترجمہ کیا ہے۔ شرح عقائد میں ہے لَا يَخْرُجُ عَنْ عِلْمِهٖ شَيْئٌ لِاَنَّ الْجَهْلَ بِالْبَعْضِ نَقْصٌ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں کیونکہ بعض چیزوں کو کسی وقت نہ جاننا نقص ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے۔ ص ۲۵ شرح فقہ اکبر میں ہے:

مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ الْاَشْیَاءَ قَبْلَ وُقُوْعِھَا فَھُوَ کَافِرٌ ۔
جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے ۔ (ص نمبر ۲۰۱)

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے اس آیت کا ترجمہ لکھتے وقت بھی عقیدہ اہل سنت وجماعت کی صحیح ترجمانی فرمائی ۔ لکھتے ہیں کہ ۔

ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو ۔
(کنز الایمان)

مثال نمبر ۱۳

بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ ۔
(پ ۲۱ رکوع ۱۵ آیت ۳)

ترجمہ اشرف علی تھانوی تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول رہے تھے ہم نے تم کو بھلا دیا ۔

ترجمہ محمود الحسن تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو ۔

ترجمہ ثناء اللہ پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھو ہم تم کو بھول گئے ہیں ۔

ترجمہ مودودی تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا ہم نے بھی اب تمہیں فراموش کر دیا ہے ۔

اس آیت میں لفظ نسیان کافروں کی طرف بھی منسوب ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھی۔ کافروں کی طرف منسوب ہونے کی صورت میں اس کو بھولنا بھلا دینا فراموش کرنا کے معنوں میں مستعمل ماننا درست ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی صورت میں یہ معنی درست نہیں بلکہ چھوڑ دینا کے معنے لیے جائیں گے کیونکہ بھولنا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اس اصول کو اگرچہ مستند مفسرین نے بالتصریح ذکر فرمایا ہے مگر وہابی مترجمین کی بدعقیدگی نے انہیں اس کے سمجھنے سے محروم رکھا بنابریں انہوں نے عذاب آخرت سے بے خوف ہوکر اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات کی طرف بدترین عیب منسوب کر دیا (العیاذ باللہ)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً بدعقیدہ دلربا سے

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ نے عظمت شان الوہیت کا لحاظ رکھ کر ترجمہ فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا (عذاب میں)

(کنز الایمان مع الخزائن)

مثال نمبر ۱۴ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ۔

(پ نمبر ۱ رکوع نمبر ۱۵ آیت نمبر ۱۲۳)

ترجمہ اشرف علی تھانوی (قیامت کے دن) نہ کسی کو کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ ان لوگوں کو کوئی بچا سکے گا۔

ترجمہ محمود الحسن — نہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہنچے۔

ترجمہ ثناء اللہ — نہ اس کو کسی کی سفارش ہی کام دے گی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی۔

ترجمہ وحید الزمان — نہ سفارش کچھ فائدہ دے گی نہ مدد ملے گی۔

ترجمہ مودودی — نہ کوئی سفارش آدمی کو فائدہ دے گی اور نہ مجرموں کو کسی سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

قرآن و حدیث میں پوری صراحت کے ساتھ مسئلہ شفاعت ذکر فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن مومنوں کو شفاعت نفع دے گی ان کی دوستیاں کام آئیں گی ایک مومن دوسرے مومن کو مدد پہنچا سکے گا البتہ کافر کو نہ شفاعت نفع دے گی نہ دوستی کام آئے گی نہ کسی سے مدد پہنچ سکے گی۔ مندرجہ مترجمین نے مومن اور کافر میں فرق نہ کیا اور آیت مبارکہ کا ایسا ترجمہ کیا کہ اس آیت کا دیگر آیات و احادیث سے ٹکراؤ پیدا کر دیا ان کے اس غیر دانشمندانہ ترجمے کے پیشِ نظر ایک خبیث ہندو نے شفاعت کے مسئلہ پر خبیث اعتراض کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ جب سفارش نہ مانی جائے گی تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی سفارش وشہادت سے خدا بہشت دے گا غلط ثابت ہوتی ہے۔

(ستیارتھ پرکاش ص ۱۰۷)

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ — کا ترجمہ اتنا نفیس ہے کہ اس پر کوئی ہندو اعتراض نہیں کرسکتا اور وہ ترجمہ کسی

قیامت کے دن) نہ کافر کو کوئی سفارشی نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو -

(کنزالایمان)

مثال نمبر ۱۵

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا - (پارہ ۱۲ رکوع ۱۰ آیت ۳)

ترجمہ اشرف علی تھانوی تو آپ جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہِ دین پر) مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی مستقیم رہیں جو کفر سے توبہ کر کے آپ کے ہمراہی میں ہیں اور دائرہ دین سے ذرا مت نکلو -

ترجمہ ثناء اللہ پس جیسا تم کو حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار مضبوط رہنا اور کجی نہ کرنا -

ترجمہ مودودی پس اے محمد تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت سے ایمان و اطاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو -

ترجمہ محمود الحسن سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو -

اس آیت میں صیغہ امر (فَاسْتَقِمْ) بھی ہے اور صیغہ نہی (لَا تَطْغَوْا) بھی پہلے

ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اور دوسرے میں عام لوگ ۔
بنابریں پہلا مفرد ہے اور دوسرا جمع ۔ پہلے میں شریعت مطہرہ پر قائم
رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسرے میں سرکشی سے روکا گیا ہے چونکہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی سرزد نہیں ہوسکتی اس لیے لَا
تَطْغَوْا کے عموم میں آپ کو داخل نہیں مانا جاسکتا اس مضمون کو مندرجہ بالا
مترجمین ادا کرنے سے قاصر ہے ۔ پہلے تین (اشرف علی ثناء اللہ، مودودی)
تو صیغہ مفرد و صیغہ جمع میں فرق نہ کرسکے، اور چوتھے (محمود الحسن) نے
اگرچہ مفرد جمع کا فرق تو کیا ہے مگر لَا تَطْغَوْا کے عموم سے پیغمبر اسلام صلے
اللہ علیہ وسلم کو خارج نہ بتا سکنے کے جرم میں وہ بھی گرفتار ہیں ۔

عوام مسلمانوں کی صحیح راہنمائی صرف **اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ**
کے ترجمہ میں پائی جاتی ہے آپ نے ہر صیغے کا اس کی شان کے لائق ترجمہ
کیا ہے آپ فرماتے ہیں ۔

تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور
اے لوگو! سرکشی نہ کرو ۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۱۶

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ۔
(پ ۲۵ رکوع ۶ آیت ۹)

ترجمۂ محمود الحسن تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ
ایمان ۔

ترجمہ مودودی تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

ترجمہ عبدالماجد خلیفہ اشرف علی آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (نزول وحی سے پہلے) کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔

ترجمہ ثناءاللہ تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان جانتا تھا۔

ترجمہ وحیدالزمان تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ایمان معلوم تھا۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پیدائشی طور پر مومن ہوتے ہیں ایک آن کے لیے بھی ان پر کفر طاری نہیں ہو سکتا البتہ احکام شرع کی تفصیل آہستہ آہستہ ان پر اترتی رہتی ہے قرآن مجید نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا مسلمان کہا ہے (پارہ ۸ رکوع ۷) آپ نے نزول وحی سے چالیس سال پہلے اللہ اکبر کبیراً الحمد للہ کثیراً سبحان اللہ بکرۃً وّ اصیلاً پڑھا تھا (بیہقی حبیبہ ص ۵۴ ج ۱ فیض القدیر ص ۲۱۵ ج ۵) سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا اور متعدد ایمانی باتوں کا اقرار کیا اور برملا اظہار فرمایا تھا۔ (پ ۱۶ رکوع ۵) لہٰذا اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے مندرجہ مترجمین کا حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہ لکھنا کہ آپ کو نزول وحی سے پہلے ایمان کی خبر نہ تھی گمراہ کن ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ان ناپاک تراجم کے پڑھنے سے بچائے۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ کس قدر ایمان افروز اور باطل سوز ہے۔ فرماتے ہیں۔

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل (کنزالایمان)

مثال نمبر ۱۷ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔

(پارہ نمبر ۳۰ رکوع نمبر ۱۸ آیت نمبر ۷)

ترجمہ محمود الحسن ــــ پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔

ترجمہ عبدالماجد ــــ آپ کو بے خبر پایا سو راستہ بتادیا۔

ترجمہ اشرف علی ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ بتلادیا۔

ترجمہ ثناء اللہ ــــ تمہیں بے خبر پایا تو راہنمائی کی۔

ترجمہ وحید الزمان ــ اس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا۔

ترجمہ مودودی ــــ تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔

آیت کریمہ میں ذکر کردہ لفظ ضالًّا کی آڑ میں مندرجہ بالا مترجمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھولا ہوا۔ بھٹکا ہوا اور ناواقف لکھ کر

59712

دراصل اپنے بھٹکے شریعت سے بے خبر ہونے مقام نبوت سے ناواقف اور آداب رسالت سے جاہل ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے ان نالائقوں کو اتنی خبر نہیں کہ یہ لفظ (ضال) ضلال بمعنے محبت سے ماخوذ ہے اور یہی معنے بارگاہ رسالت کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہ وہ بارگاہ ہے جہاں سے

جبریل لرزتے ہیں سمیٹے ہوتے پر کو

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ مَعْنَاهُ وَجَدَكَ مُحِبًّا عَاشِقًا مُفْرِطًا فِي الْحُبِّ ۔ وَالْعِشْقِ .... فَهَدَاكَ .... اِلٰى وَصْلِ مَحْبُوْبِكَ حَتّٰى كُنْتَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔

صوفیاء کرام نے فرمایا کہ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت میں بہت بڑھا ہوا پایا تو آپ کو اپنے دیدار کی راہ دکھائی کہ آپ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۹۶/۱۰) امام فخر الدین الرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ الضَّلَالُ بمعنے الْمَحَبَّةِ ضلال محبت کے معنے میں بھی آیا کرتا ہے ۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۲۱۸ جلد ۳۱) قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے جب باہم گفتگو کی کہ ہم جماعت ہیں قوی ہیں زیادہ کام آسکتے ہیں مگر ہمارے والد محترم علیہ السلام بھائی یوسف علیہ السلام

سے زیادہ محبت و پیار فرماتے ہیں تو انھوں نے اس پیار و محبت کے لیے لفظ ضلال ہی استعمال کیا (پارہ ۱۳ رکوع ۲) معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی بعض دیگر آیات میں بھی ضلال بمعنے محبت استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کی قبر انور پر نازل فرمائے کہ آپ نے لفظ ضال کے ترجمہ میں بارگاہ رسالت کے آداب کا بھی لحاظ رکھا اور محاورات عرب کا بھی اور اردو خواں عوام کو بھی بھٹکنے سے بچایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنزالایمان)

مثال نمبر ۱۸

عَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ،
(پ ۱۶ رکوع ۱۶ آیت ۶)

ترجمہ محمود الحسن — حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ راست سے بہکا۔

ترجمہ اشرف علی — آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔

ترجمہ ثناء اللہ — نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا۔

ترجمہ وحید الزمان — اپنے مالک کا فرمانہ سنا آخر بھٹک گیا۔

ترجمہ مودودی — آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا۔

ترجمہ منسوب بشاہ رفیع الدین — نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس گمراہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۔ آدم بھول گیا اور ہم نے

اس کا قصد نہ پایا (پارہ نمبر ۱۶ رکوع نمبر ۱۵) حدیث شریف میں ہے مَنْ نَسِیَ وَھُوَ صَائِمٌ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ۔ جس روزہ دار نے بھول کر کھایا پیا وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۵) آیت سے معلوم ہوا کہ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھول کر کھایا تھا اور حدیث سے پتہ چلا کہ بھول کر کھایا پیا جائے تو گرفت نہیں ہوتی روزہ نہیں ٹوٹتا وہ کھانا پینا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کہ اسی نے کھلایا اسی نے پلایا مگر چونکہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ ابرار کی نیکیاں مقربین کی لغزشیں ہوا کرتی ہیں (تفسیر صاوی ص ۲۴ ج ۱) اور آدم علیہ السلام مقربین سے ہیں اس لیے آپ کی اس بھول پر "عصیٰ" اور "غویٰ" کا اطلاق فرمایا گیا ہے مگر ہم پر لازم ہے کہ آپ کی عصمت وعظمت کا لحاظ رکھ کر ان دو لفظوں کا ترجمہ کریں۔ افسوس کہ ان مترجمین نے آداب ترجمہ سے ناآشنائی کا ثبوت دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پاک ذات کی طرف ناپاک الفاظ منسوب کر کے آپ کے دامن عصمت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ یہ مترجمین ان الفاظ خبیثہ کو اپنے لیے یا اپنے اساتذہ کے لیے استعمال کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ کتنا نفیس ہے کہ اس سے سیدنا آدم علیہ السلام کی

عصمت بھی داغدار نہیں ہوتی اور قرآنی الفاظ کے شرعی معانی بھی ادا ہو جاتے

نہیں آپ نے فرمایا ۔

آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی (اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نہ ملی) (کنز الایمان مع الخزائن)

مثال نمبر ۱۹

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔

(پ ۱۲ آیت ۲ رکوع ۱۲)

ترجمہ اشرف علی (برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا) واقعی ہمارے باپ اس مقدمہ میں کھلی غلطی پر ہیں ۔

ترجمہ محمود الحسن البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ۔

ترجمہ ثناء اللہ بیشک ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے ۔

ترجمہ وحید الزمان بیشک ہمارا باپ ضرور کھلی غلطی کر رہا ہے ۔

ترجمہ مودودی سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر سیدنا یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف غلطی، خطا اور بہکنے کی نسبت بہت بڑی گستاخی ہے مگر بے ادب مترجمین نے اسے بطیب خاطر گوارا کیا بلکہ ان کے گستاخ ترجمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی معاذ اللہ کافر تھے کیونکہ نبی کا بے ادب کافر ہوتا ہے حالانکہ ان حضرات نے ہرگز کفر نہ کیا اور سیدنا یوسف

علیہ السلام سے ان کی صغرسنی میں جو سلوک کیا گیا اسے بھی آپ نے بعد میں لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف کر دیا تھا (پارہ نمبر ۱۳ رکوع نمبر ۴) بلکہ قرآن مجید ان کے کامل الایمان ہونے کا گواہ ہے۔ (دیکھو پارہ ۱ رکوع ۱۲) افسوس کہ ان مترجمین نے ضلال بمعنے محبت والے عربی محاورہ سے صرف نظر کر کے اس آیت کا وہ ترجمہ کیا جو اردو خواں عوام کے لیے راہنما نہیں گمراہ کن ہے۔

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ آداب نبوت کا محافظ بھی ہے اور عوام کا صحیح راہنما بھی۔ آپ فرماتے ہیں۔

بیشک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۲۰: قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔
(پارہ نمبر ۱۹ رکوع نمبر ۶ آیت نمبر ۵)

ترجمہ اشرف علی موسیٰ نے جواب دیا کہ واقعی اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔

ترجمہ محمود الحسن کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا۔

ترجمہ ثناء اللہ موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام بیشک کیا تھا مگر جب خود بھی گمراہ ہوں میں تھا۔

ترجمہ وحید الزمان موسیٰ نے کہا میں نے (بیشک) وہ حرکت کی تھی مگر جب میں نادان تھا۔

دعویٰ نبوت سے پہلے سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ملعون قبطی کو ایک پیغمبر زادے پر ظلم کرنے سے منع کیا مگر وہ نہ رکا تو آپ نے اسے بغرض تادیب ایک مکا مارا جس سے وہ مر گیا۔ پھر آپ نے دعوائے نبوت کے بعد اس واقعہ کا اعتراف فرعون کے سامنے کیا تو اس موقعہ پر آپ یہ تو فرما سکتے ہیں کہ مجھے اس بات کی خبر نہ تھی کہ قبطی ایک مکا لگنے سے مر جائے گا لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نادان تھا غلط کار تھا گمراہ تھا کیونکہ نبی گمراہ نہیں ہو سکتا مگر افسوس کہ مندرجہ مترجمین نے اپنی نادانی کی بنا پر آپ کی طرف وہ ناپاک الفاظ منسوب کر دیئے جو کہ دعوائے نبوت کے منافی اور پیغمبروں کی عصمت وعظمت کے مخالف ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ مترجمین مقامِ نبوت سے نا آشنا ہیں اور قرآن مجید کا صحیح ترجمہ کرنے سے نابلد ہیں۔

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ نفیس تر صحیح تر خوب تر برتر اور سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔

موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی (میں نہ جانتا تھا کہ گھونسہ مارنے سے وہ شخص مر جائے گا میرا مارنا تادیب کے لیے تھا نہ قتل کے لیے) (کنز الایمان مع الخزائن)

مثال نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳ رَاٰ کَوْکَبًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۔

(پارہ ۷، رکوع ۱۵ آیت ۷، ۸، ۹)

ترجمہ اشرف علی انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے — پھر جب آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے۔

ترجمہ محمود الحسن دیکھا اس نے ایک ستارہ بولا یہ ہے میرا رب۔ پھر جب دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے میرا رب۔ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا ہوا بولا یہ ہے میرا رب۔

ترجمہ ثناء اللہ ایک ستارہ کو دیکھ کر بولا یہ میرا رب ہے — پھر جگمگاتا چاند دیکھ کر کہنے لگا یہ میرا رب ہے۔ پھر سورج کو چمکتا ہوا اس نے دیکھا تو کہنے لگا یہ میرا خدا ہے۔

ترجمہ وحید الزمان اس نے ایک ستارہ دیکھا اور کہنے لگا یہ میرا مالک ہے۔ پھر جب چاند کو جگمگاتا ہوا دیکھا کہنے لگا یہ میرا مالک ہے۔ پھر جب سورج کو جھلکتا ہوا دیکھا (بہت چمکتا ہوا) کہنے لگا یہ میرا مالک ہے۔

ترجمہ مودودی اس نے ایک تارہ دیکھا کہا یہ میرا رب ہے — پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب۔

پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب۔

یہ تراجم سب کے سب غلط گمراہ کن اور کافر ساز ہیں کیونکہ ان سے ایک بہت بڑی بے دینی کا درس ملتا ہے کہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے مشرک تھے اللہ تعالیٰ کے سوا تارے کو چاند کو سورج کو اپنا پروردگار اور مالک تسلیم کرتے تھے۔ پھر جب ان تینوں کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو ان سے بیزار ہو کر تائب ہو گئے اور ایک اللہ کو پروردگار عالم تسلیم کر لیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے پیارے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک آن کے لیے بھی مشرک نہیں ہو سکتے وہ پیدا ہوتے ہی مومن و موحد ہوا کرتے ہیں بلکہ ان ناپاک تراجم نے تو حضرت خلیل کے مرتد ہونے پر مہر ثبت کر دی (معاذ اللہ) کیونکہ ان کے بقول آپ نے ایک دفعہ اسلام قبول کیا پھر کافر ہو گئے پھر اسلام قبول کیا پھر کافر ہو گئے اور اسلام کے بعد کافر ہو جانے کا نام ارتداد ہے جو کفر و شرک سے بدتر ہے۔ جب ان لوگوں کی عقلیں اتنی ناکارہ تھیں اور فہم اس قدر ناقص۔ تو انہوں نے کلام الٰہی کا ترجمہ کر کے مسلمانوں پر بھی اور قرآن عظیم پر بھی کیوں ظلم کیا؟ ۔ ان خبیث تراجم سے مسلمانوں کو بچانا ضروری ہے

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے عقیدہ حقہ اسلامیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے "ھٰذَا رَبِّیْ"

کو تینوں جگہ بجائے جملہ خبریہ کے جملہ استفہامیہ قرار دے کر ترجمہ کیا ہے اس

ترجمہ کی بنا پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ کافروں کی تجہیل ہو جاتی ہے کہ تم ان ڈوبنے والوں کو رب قرار دیتے ہو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو۔ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو؟ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۲۴ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔ (پ ۱۷ رکوع ۶ آیت ۱۲)

ترجمہ محمود الحسن اور (یاد کرو یونس) مچھلی والے کو جب چلا گیا غصے ہو کر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو۔

ترجمہ فتح محمد اور ذوالنون کو یاد کرو جب وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہ پا سکیں گے۔

ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد اور ذوالنون یعنی یونس کو یاد کرو جب خفا ہو کر چل دیئے اور جاتے وقت غصے میں تقاضائے بشریت ان کو ایسا واہمہ گزرا کہ ہم ان پر قابو نہیں پا سکیں گے۔

ترجمہ منسوبہ شاہ عبد القادر اور مچھلی والے کو جب وہ چلا گیا غصہ سے لڑ کر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مجھ پر قابو نہ پا سکے گا یا مجھے پکڑ نہ سکے گا۔ صریح کفر ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا صراحۃً انکار لازم آتا ہے ایسے خبیث عقیدے کا تصور ایک معمولی مسلمان سے بھی نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ حق تعالیٰ کے کسی پیغمبر (علیہ السلام) کو اس میں ملوث ملنا جائے مگر مندرجہ بالا مترجمین نے غلط ترجمہ کے ذریعہ سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بد عقیدگی کا مرتکب قرار دیا ہے اور اتنا نہ سوچا کہ حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر ہیں اور پیغمبر کفری عقیدہ سے ہمیشہ معصوم ہوا کرتے ہیں۔ دراصل ان مترجمین کو ان کی کم علمی نے لفظ "نَّقْدِرَ" کا صحیح معنے سمجھنے سے محروم رکھا ہے انہوں نے اس لفظ کو قدرت سے ماخوذ مان کر ترجمہ کیا ہے حالانکہ یہ لفظ قدرت کی بجائے "قدر" سے ماخوذ ہے جس کے معنی تنگی کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید ہی میں "قَدَرَ يَقْدِرُ" تنگی کرنے کے معنے میں بارہا مستعمل ہوا ہے (دیکھو پارہ نمبر ۳۰ رکوع ۱۴ پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۱۱ پارہ نمبر ۲۱ رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۲۲ رکوع نمبر ۱۱) وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ بے چارے مترجمین اللہ تعالے کی اور رسل کرام علیہم السلام کی قدر و منزلت سے ہی ناآشنا نہیں بلکہ قرآن مجید کا لغت عرب کے مطابق صحیح ترجمہ کرنے سے بھی نابلد ہیں مسلمانو! ان ناپاک تراجم سے بچو اور انہیں قبرستان میں جا کر دفنا دو۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی دیگر آیات مقدسہ کو ذہن میں رکھ کر ترجمہ کیا ہے

ور بالکل درست لکھا ہے فرماتے ہیں۔

ور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی

کریں گے ۔ کنزالایمان)

مثال نمبر ۲۵ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ

السَّمَاءِ ۔ پارہ ۷، رکوع ۵ آیت ۱۲)

ترجمہ اشرف علی حوارین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں۔

ترجمہ محمود الحسن کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے۔

ترجمہ ثناء اللہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم! تیرا خدا کر سکتا ہے کہ اوپر سے ایک خوان ہم پر اتارے۔

ترجمہ وحید الزمان حواریوں نے مریم کے بیٹے عیسیٰ سے کہا کیا تیرے پروردگار سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کا ایک خوان اتارے۔

ترجمہ مودودی حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار

سکتا ہے۔

پہلی آیت کا غلط ترجمہ کر کے سیدنا یونس علیہ السلام کو اور اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں کو وہابی دیوبندی مترجمین نے اللہ تعالٰی کی قدرت کا منکر قرار دے دیا حالانکہ حواریوں کے مسلمان کامل الایمان ہونے کی قرآن مجید میں جگہ جگہ تصریح موجود ہے۔ (دیکھو اس آیت سے پہلی آیت اور پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۱۳ پارہ نمبر ۲۸ رکوع ۱۰) دراصل ان کم علم مترجمین نے "یَسْتَطِیْعُ" کو استطاعت بمعنے قدرت سے ماخوذ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے حالانکہ یہاں استطاعت قدرت کی بجائے فعل کے معنے میں مستعمل ہے۔ (جلالین ص۱۱۰) تفسیر صاوی میں ہے۔ اَطْلَقَ اللَّازِمَ وَھُوَ الْاِسْتِطَاعَۃُ وَ اَرَادَ الْمَلْزُوْمَ وَھُوَ الْفِعْلُ وَ رَفَعَ بِذَالِكَ مَا یُقَالُ اِنَّ الْحَوَارِیِّیْنَ مُؤْمِنُوْنَ فَکَیْفَ یَشُکُّوْنَ فِیْ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یعنی استطاعت لازم ہے اور فعل ملزوم۔ اس جگہ لازم سے ملزوم مراد ہے کیونکہ حواری مومن تھے کافر نہ تھے کہ اللہ تعالٰی کی قدرت میں شک کرتے۔ (ج ۱ ص ۲۷۳)

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کا ہم مسلمانوں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے غلط و گمراہ کن تراجم سے بچا کر صحیح ترجمہ قرآن مجید مرحمت فرمایا ہے۔ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ:

حواریوں نے کہا اے عیسٰی بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے (کنزالایمان)

مثال نمبر ۲۶

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۔

(پارہ نمبر ۴ رکوع نمبر ۴ آیت نمبر ۳)

ترجمہ منسوب بہ شاہ رفیع الدین البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل۔

ترجمہ محمود الحسن تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے ۔

ترجمہ ثناء اللہ اللہ نے جنگ بدر کے موقع پر جب کہ تم نہایت کمزور تھے ۔ تمہاری مدد کی ۔

ترجمہ عبد الماجد اور یقیناً اللہ نے تمہاری نصرت کی بدر میں حالانکہ تم پست تھے ۔

ترجمہ مودودی جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ تم اس وقت بہت کمزور تھے ۔

قرآن مجید شاہد ہے کہ جو خوش نصیب غلامی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قلادہ گلے میں ڈالتا ہے وہ قعر مذلت سے نجات پا کر عرش اعزاز پر متمکن ہو جاتا ہے (سورت منافقون آیت نمبر ۸) اسے پستی سے نکال کر ایسا عالی مرتبت بنا دیا جاتا ہے کہ پوری دنیا اس کے مقابلہ میں اہون ہو جاتی ہے ۔ (مشکوۃ صفحہ ۳) اس کی کمزوریاں ختم کر دی جاتی ہیں اور اسے روح القدس کی تائیدات کے ذریعے قوت بخش کر حزب اللہ میں شامل کر لیا جاتا ہے ۔ (سورت

المجادلہ آیت ۲۲) اس کی دعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں (مشکوٰۃ ص ۱۹۵)
اور وہ کن فیکون کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔ (فتوح الغیب مع شرح
الشیخ ص ۳) خاص کر وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہیں غزوہ بدر میں شرکت
کا شرف ملا وہ تو بعد از رسل سب سے افضل ہیں بلکہ حضور اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کے جلوہ گر ہونے کی وجہ سے اہل بدر بعد از خدا سب سے
بزرگ تر ہیں۔ تو ان نفوس قدسیہ کو غلط ترجمہ کے ذریعے پست سمجھنا یا کمزور
بنانا یا معاذ اللہ ذلیل جاننا مندرجہ بالا مترجمین کی بہت بڑی نادانی و گستاخی
ہے۔ ان مجاہدین کے پاس اگرچہ اسلحہ وغیرہ کی کمی تھی مگر اس کمی کو بے سر و سامانی
سے تعبیر کرنا چاہیے تھا نہ کہ پستی کمزوری اور ذلت جیسے خبیث الفاظ سے۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کے مزار
پُر انوار پر نازل فرمائے کہ آپ نے اس آیت کا فصیح اور صحیح ترجمہ کیا ہے۔
فرماتے ہیں۔

بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر و سامان تھے
(کنز الایمان)

مثال نمبر ۲

الّتیٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا۔
(پارہ نمبر ۲۸ رکوع نمبر ۲۰ آیت ۱۲)

ترجمہ محمود الحسن وہ عورت (مریم) جس نے قابو میں رکھی اپنی شہوت۔

ترجمہ تھانوی ۔ اللہ اس عورت کا ذکر بھی سنا جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تھا ۔

ترجمہ مودودی عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی ۔ (پ۲۸ رکوع ۲۰ آیت ۵)

ان ادب سے گرے ہوئے تراجم کے پیش نظر ایک خبیث ہندو قرآن کریم پر بدیں الفاظ اعتراض کرتا ہے ۔ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کجا کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں سکتیں ایسی باتوں سے قرآن پر دھبہ لگ گیا ہے اگر قرآن مجید میں اچھی باتیں ہوتیں تو قرآن کو وہی فضیلت ملتی جو ویدوں کو ہے

(ستیارتھ پرکاش ص ۴۸)

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ اتنا نفیس ہے کہ اس کے پیش نظر قرآن مجید پر کوئی خبیث اعتراض نہیں کرسکتا ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

اس عورت کو یاد کرو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی ۔ (کنزالایمان)

مثال نمبر ۲۸

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۔

(پارہ نمبر ۱۷ رکوع نمبر ۵ آیت ۱۲، ۱۳)

ترجمہ اشرف علی لوگوں نے کہا کیا ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم! انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے بڑے (گرو) نے کی۔ سو ان (ہی) سے پوچھ لو (تا) اگر یہ بولتے ہوں۔

ترجمہ محمود الحسن (کافر) بولے کیا تم نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیم! بولا نہیں پر یہ کیا ہے ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں۔

ترجمہ ثناء اللہ انہوں نے کہا اے ابراہیم ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔

ترجمہ وحید الزمان انہوں نے پوچھا ابراہیم کیا تو نے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ ایسا کیا ہے (ان کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) ابراہیم نے کہا نہیں یہ کام ان میں کے بڑے (بت) نے کیا ہے اگر وہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو۔

ترجمہ مودودی انہوں نے پوچھا کیوں ابراہیم تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے! اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بُت خانے کے بڑے بت کے سوا تمام بتوں کو توڑ کر چورا کر دیا تھا اور بڑے بُت کے کندھے پر بسولا رکھ کر باہر آ گئے تھے پھر جب کافروں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کام تو نے کیا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا "فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ" اس جواب کا ترجمہ جو ان مترجمین نے کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ معاذ اللہ آپ نے جھوٹ بولا تھا بتوں کے توڑنے کا انکار کر دیا تھا حالانکہ جھوٹ بولنا حرام ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان کے خلاف ہے۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان عصمت کا لحاظ رکھ کر ایسا نفیس ترجمہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ ہرگز نہیں بولا بلکہ کافروں کے سوال کا جواب دینے سے گریز کیا اور انہیں ظاہر حال سے استدلال پکڑنے کا درس دیا کہ مجھ سے پوچھنے کی بجائے اپنے اس بڑے بُت کے کندھے پر بسولا دیکھ لو اس سے تو یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا ہوگا ان مارکھانے والے بیچاروں سے دریافت کر لو۔ اعلحضرت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

بولے کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم! فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۲۹ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ۔

(پ ۱۷ رکوع ۱۴ آیت ۴)

ترجمہ محمود الحسن جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں۔

ترجمہ وحید الزمان ہم نے تجھ سے پہلے کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں بھیجا مگر اس کو یہی بات پیش آئی جب اس نے کوئی خیال باندھا یا کچھ پڑھنا شروع کیا تو شیطان نے اپنی طرف سے اس خیال یا تلاوت میں کچھ ملا دیا۔

ترجمہ مودودی ہم نے ذکوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی شیطان اس کی تمنا میں خلل انداز ہو گیا۔

ترجمہ منسوبہ بشاہ رفیع الدین نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جس وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ (آرزو) اس کی کے۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عاجزی بیان کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ - میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں (پارہ ۱۴ رکوع ۴)

شیطان نے بھی اس عاجزی کا اعتراف کیا۔ کہتا ہے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ تیرے چُنے ہوئے بندوں کو میں بہکا نہ سکوں گا۔ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۴) اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ متوکلوں ایمانداروں پر شیطان قابو نہیں پا سکتا۔ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ۔ اس کا قابو تو انھیں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ (پارہ ۱۴ رکوع ۱۹) جب عام متوکلوں ایمانداروں چُنے ہوئے بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہو سکتا تو اولوالعزم پیغمبروں متقدر رسولوں پر یہ مردود ازلی کس طرح تسلط جما سکتا ہے مگر افسوس کہ مندرجہ غلط تراجم میں شیطان کو نبیوں رسولوں (علیہم السلام) پر ایسا مسلط مانا گیا ہے کہ وہ ان کی ہر آرزو ہر خیال ہر تمنا۔ ہر تلاوت میں اثر انداز ہوتا اور خلل ڈالتا رہتا ہے (معاذ اللہ) ان مترجمین کو اتنی عقل نہ آئی کہ ایسا ترجمہ کرنے سے تو یہ آیت دیگر آیات سے معارض ہو جائے گی حالانکہ قرآن مجید تعارض سے پاک ہے (مشکوٰۃ صہ ۳۵)

دیگر آیات مبارکہ کی طرح اس جگہ بھی اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ محتاط و ممتاز ہے اس سے شیطان کا پیغمبروں پر تسلط ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود بعض دوسرے لوگوں پر کبھی اس طرح اثر انداز ہو جاتا ہے کہ نبیوں کی پاک تعلیم میں کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا کر ان لوگوں پر اس طرح ڈالتا ہے کہ وہ شیطانوں کی باتوں کو نبیوں کی تعلیم سمجھنے لگ جاتے ہیں اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو قرآن مجید میں ذکر کردہ لفظ

"خَاتَمَ النَّبِیّٖن" کے معنے میں شیطان نے یہ بات ملا دی اور مدرسہ دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی سے "تحذیر الناس" نامی کتاب میں لکھوادی کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖن" کے معنے آخری نبی نہیں (معاذ اللہ) تو شیطان کا یہ تسلط نبی علیہ السلام پر نہ ہوا بلکہ نانوتوی پر ہوا کہ شیطان نے قرآن مجید کے معنے میں نانوتوی پر غلط بات ڈالی اور اس نے صحیح سمجھ کر قبول کر لی۔

ترجمہ اعلحضرت یہ ہے

ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۳۰

قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ ۔
(پارہ ۱۲ رکوع ۷ آیت ۱۰)

ترجمہ اشرف علی لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے لیے اچھی خاصی ہیں۔

ترجمہ محمود الحسن بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے۔

ترجمہ ثناء اللہ لوط نے کہا اے بھائیو! میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لیے پاک ہیں۔

ترجمہ وحید الزمان لوط نے کہا بھائیو! میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں۔

ترجمہ مودودی لوط نے ان سے کہا بھائیو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں۔

قرآن مجید شاہد ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم حد درجہ بے حیا اور بدکردار تھی وہ لوگ مردوں سے علی الاعلان بدفعلی کرتے اور اپنی بیویوں سے بے تعلق رہتے تھے (پارہ ۱۹ رکوع ۱۲، ۱۹ پارہ ۲۰ رکوع ۱۵) اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام انہیں اس فعل بد سے منع فرماتے اور بیویوں سے خوشگوار تعلق رکھنے کا حکم دیتے تھے جب ان کی بداعمالی انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ ذو انتقام جل مجدہٗ نے انہیں ہلاک کر دینے کا حکم صادر فرمایا جو فرشتے عذاب اتارنے پر مامور ہوتے وہ ابتداً حسین وجمیل مہمانوں کی صورت میں حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے کافر قوم نے انہیں انسان سمجھا اور بدفعلی کے ارادے سے سیدنا لوط علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کی طرف بھاگ پڑے آپ نے دروازہ بند کر دیا اور فرمایا مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو مردوں سے خبیث حرکت کرنے کی بجائے اپنی بیویوں سے تمتع کرو وہ تمہارے لیے حلال اور ستھری ہیں۔ آپ نے اس موقع پر اپنی صلبی بیٹیوں کی پیشکش نہیں فرمائی تھی اور کوئی غیرت مند انسان اس طرح کر بھی نہیں سکتا مگر افسوس کہ مندرجہ

مترجمین نے ایسا ترجمہ کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مہمانوں کو بچانے کے لیے اپنی بیٹیاں پیش کی تھیں اور کہا تھا کہ میری بیٹیاں تمہارے لیے ستھری ہیں (معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللّٰہ) ان مترجمین کو اتنی عقل نہ آئی کہ آپ کی تو صرف دو صلبی بیٹیاں تھیں (تفسیر قرطبی ص ۷۶ ج ۹) وہ پوری قوم کے لیے کس طرح ستھری ہو سکتی تھیں۔

آیت مبارکہ کا صحیح ترجمہ صرف **اعلحضرت قبلہ قدس سرہ** نے کیا ہے فرماتے ہیں۔

کہا اے قوم! یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے ستھری ہیں (تو اللّٰہ سے ڈرو اور اپنی بیویوں سے تمتع کرو کہ وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔

(کنزالایمان مع الخزائن)

مثال نمبر ۳۱

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (پ ۲۲ رکوع ۹ آیت ۲۵)

ترجمہ منسوب بہ شاہ رفیع الدین کہہ اے محمد نہیں پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ گناہ کرتے ہیں ہم۔ اور نہ پوچھے جاویں گے ہم اس چیز سے کہ کرتے ہو تم۔

ترجمہ عبدالماجد آپ کہہ دیجیے کہ نہ تم سے ہمارے جرائم کی بابت سوال ہوگا اور نہ ہم سے تمہارے اعمال کا سوال ہوگا۔

ترجمہ محمود الحسن تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو تم کرتے ہو۔

ترجمہ وحید الزمان کہہ دے کہ ہمارے قصور تم سے نہ پوچھے جائیں گے اور تمہارے کاموں کو ہم سے نہ پوچھیں گے۔

ترجمہ فتح محمد کہہ دو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پرسش ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے پرسش ہوگی۔

اردو خواں عوام خصوصًا دیوبندی وہابی مولویوں کے عقیدت مند جہلا۔ جب ان تراجم کا مطالعہ کریں گے تو وہ اس بدعقیدگی میں مبتلا ہوجائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاذ اللہ عوام الناس کی طرح گناہوں میں مبتلا اور جرائم میں ملوث ہوجاتے تھے حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے تو ان تراجم نے فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچایا۔ ایمان بچانے کی بجائے ایمان کو تباہ کیا۔ پاکستان میں خصوصًا اور دیگر ممالک اسلامیہ میں عمومًا ان تراجم پر فی الفور پابندی لگانا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے ایمان محفوظ رہ سکیں۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کے ایمان افروز ترجمہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ میں کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور آپ نے کسی جرم و قصور کا اقرار

نہیں کیا بلکہ آپ نے کافروں کے گمان بد کا ذکر فرمایا ہے۔ ترجمہ یہ ہے :

تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں (نہ کہ واقعہ میں) اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں کا ہم سے سوال۔ (کنز الایمان مع نور العرفان)

مثال نمبر ۳۲ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ۔

(پارہ ۱۱ رکوع ۱۵ آیت ۲)

ترجمہ اشرف علی اگر بالفرض آپ اس کتاب کی طرف سے شک و شبہ میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت و انجیل ہیں)

ترجمہ محمود الحسن اگر تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔

ترجمہ ثناء اللہ اگر تجھے ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک گزرے تو جو لوگ ان سے پہلی کتاب پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔

ترجمہ وحید الزمان اے پیغمبر ہم نے جو تجھ پر اتارا (یعنی قرآن پاک) اس میں اگر تجھ کو شک ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلی کتاب (توریت) پڑھتے ہیں۔

ترجمہ مودودی اگر تجھے اس ہدایت کی طرف سے کچھ بھی شک ہو جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو پہلے سے کتاب پڑھ رہے ہیں۔

ان تراجم کے پیشِ نظر اردو خواں عوام قرآن مجید کے متعلق اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق درجہ ذیل اعتراضات کر سکتے ہیں۔ ۱۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کئی سو سال پہلے فرما دیا تھا کہ میرا آخری پیغمبر پہلے پیغمبروں کی کتب کی تصدیق فرمائے گا۔ پ۳ رکوع ۱۷) تو اس پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی کتاب (قرآن مجید) کے متعلق کیوں شک ہوا کہ اس شک کو دور کرنے کے لیے آیت میں تدبیر بتائی گئی (۲) جسے کوئی نسخہ ملے خود اس کو اس نسخے کے ملنے میں شک نہیں ہوا کرتا شک تو دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں تو آیت مبارکہ میں صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شک کو کیوں منسوب کیا گیا؟ (۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی کتاب انجیل کی بچپن میں تصدیق فرما دی تھی۔ (پارہ ۱۶ رکوع ۵) تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب قرآن مجید میں کیوں شک پیش آیا؟ جبکہ آپ سب پیغمبروں سے بدرجہا افضل اور اعلم بالمنزل ہیں علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (۴) قرآن مجید نے یہود و نصاریٰ کو کفار و مشرکین بتایا اور انہیں "مَلْعُونِیْن" "مَغْضُوْب عَلَیْھِمْ" ضَالِّیْن "خَنَازِیْرَ قِرَدَۃً" عَبَدَ الطَّاغُوْت "، جیسے الفاظ

مصداق قرار دیا۔ (پارہ ۱ رکوع ۱۳ الفاتحہ وغیرہ) تو ان پلیدوں کی طرف اپنے پاک پیغمبر سید الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کو بغرض استفسار بھیجنے کے کیا معنے ؟ مگر

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرّہ کا ترجمہ اتنا نفیس ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب نہیں بلکہ عوام میں سے ہر سننے والا مخاطب ہے اور اس مخاطب کو یہود و نصاریٰ سے استفسار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان علماء اسلام کی طرف رجوع کرنے کا امر فرمایا گیا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے اہل کتاب کہلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا۔ (بواسطہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں۔ (یعنی علماء اہل کتاب مثل حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے) (کنز الایمان مع الخزائن)

مثال نمبر ۳۲ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ۔ (پ ۲۳ رکوع ۱۳ آیت ۵)

ترجمہ اشرف علی اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

ترجمہ محمود الحسن اور یاد کرو ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے۔

ترجمہ وحید الزمان اور اے پیغمبر ہمارے بندوں ابراھیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھ اور آنکھیں دونوں رکھتے تھے۔

ترجمہ عبد الماجد آپ یاد کیجیے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔

آیۂ کریمہ میں ذکر فرمودہ تین پیغمبر اس قدر معظم ہیں کہ ان کے بعد آنے والے سب پیغمبر انہیں کی اولاد امجاد سے ہیں تو ان کی فضیلت میں وارد ہونے والی آیت کے تراجم میں واقع ہونے والا یہ فقرہ کہ وہ ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے تو کس قدر مضحکہ خیز ہے اس سے اردو خواں عوام اس ناسمجھی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ کچھ پیغمبر معاذ اللہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے نہ ہاتھ تھے نہ آنکھیں۔ نیز اتنے بڑے عظیم پیغمبروں کی مدح میں ہاتھوں اور آنکھوں والی وہ صفت بیان کرنا جس میں کفار تک شریک ہوتے ہیں قرآن کی زبان کے قطعاً نامناسب ہے خدا جانے ان مترجمین کو بوقت ترجمہ کس نشہ نے مدہوش کر دیا تھا کہ انہوں نے عقل و شرع سے کام لینے کی بجائے صرف لغت کا سہارا کافی سمجھا حالانکہ ہاتھ اظہار قدرت کا اور آنکھ حصولِ علم کا چونکہ بہت بڑا ذریعہ ہے اس لیے یہاں

زیادہ مناسب یہ ترجمہ بنتا ہے کہ وہ پیغمبر قدرت والے اور علم والے ہیں۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۳۴ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔

(پارہ ۱۴ رکوع ۲۰ آیت ۵)

ترجمہ اشرف علی تم پر تو صرف مردار حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو۔

ترجمہ محمود الحسن اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا۔

ترجمہ ثناء اللہ اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور جو چیز اللہ کے سوا کسی کے نام پر نامزد کی جائے۔

ترجمہ وحید الزمان اس نے تو تم پر (کچھ) حرام نہیں کیا مگر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس جانور پر اللہ

کے سوا اور کسی کا نام پکارا جاتے ۔

ترجمہ مودودی اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو ۔

مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ کی حرمت سورت بقرۃ آیت ۱۷۳ سورت مائدہ آیت ۳ اور سورت انعام آیت ۱۴۵ میں بھی ذکر فرمائی گئی ہے ہر جگہ اس لفظ کا ترجمہ ان مترجمین نے اجماع امت کے خلاف کیا ہے ۔ ابوبکر الجصاص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لَاخِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ الْمُرَادَ بِهٖ الذَّبِیْحَةُ اِذَا اُهِلَّ بِهَا لِغَیْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ مسلمانوں کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے وہی ذبیحہ مراد ہے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو ۔ (احکام القرآن ص ۱۲۵ ج ۱) معلوم ہوا کہ آیت کے ترجمہ میں جانور کی قید نہ لگانا بھی غلط ہے اور غیر اللہ کا نام پکارنے کو عندالذبح کے ساتھ مقید نہ کرنا بھی نادرست ہے اور خلافِ اجماع ۔ اگر غیر اللہ کے نام پر نامزد کرنے سے ہر شے حرام ہو جاتی ہے تو پھر کوئی شے حلال نہ رہے گی کیونکہ ہر مملوک شے اپنے مالک کے نام پر اور ہر منکوحہ اپنے خاوند کے نام پر نامزد کی جاتی ہے ۔ دیوبندیوں، وہابیوں مودودیوں کی بیویاں بھی انہیں کے نام پر نامزد کی جاتی ہیں جن سے ان کا نکاح ہوا ہے

توکیا یہ سب ان پر حرام ہیں (جشن دیوبند کے موقع پر ایک ہندو مشرک کے گھر سے دیوبندی مولویوں کو جو کھانا ملتا رہا اس پر بنجے گاندھی کا نام پکارا جاتا تھا تو کیا دیوبندی اسے حرام سمجھ کر کھاتے رہے۔ اور ہولی دیوالی کی پوریاں جنہیں رشید احمد گنگوہی نے دیوبندیوں کے لیے حلال قرار دیا ہے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۸۸) وہ ہندوؤں کے تہوار کے نامزد ہوتی ہیں تو کیا گنگوہی جی نے دیوبندیوں کے لیے حرام کو حلال کر دیا ہے۔ بلکہ یہ تراجم نص قرآنی کے بھی خلاف ہیں۔ قرآن مجید نے بحیرۃ سائبۃ وصیلۃ اور حام کی حرمت کا انکار کیا ہے (سورۃ مائدہ رکوع ۱۴ تفسیر مدارک صفحہ ۳۰۶ ج ۱) حالانکہ یہ چاروں جانور ہیں جنہیں مشرکین اپنے بتوں کے نام پر نامزد کیا کرتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۶۶۵ ج ۲ بروایت سعد بن المسیب رضی اللہ عنہ) پتہ چلا کہ غیر اللہ کے نام پر نامزد کرنے سے کوئی شے حرام نہیں ہوتی حرام وہ جانور ہوتا ہے جسے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَکْبَرُ کی بجائے بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی پکارا جاتے یا بِسْمِ النَّبِیِّ والولی کہا جاتے۔

پاکستان میں محکمہ اوقاف کے چھوٹے بڑے عہدوں پر دیوبندی مذہب وہابی مذہب مودودی مذہب کے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں انہوں نے یہ نوکریاں خوشامدوں چاپلوسیوں، رشتہ داریوں، رشوتوں بلکہ بعض جگہ تقیہ بازیوں کے ذریعہ حاصل کی ہوتی ہیں حالانکہ اوقاف کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ اولیاء کرام (علیہم الرضوان) کے مزارات کے چڑھاوے ہیں جو ان بزرگوں کے نام پر نامزد کیے جاتے ہیں۔

ان غلط تراجم کو صحیح فرض کر لینے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ اوقاف کے عہدوں پر براجمان وہابیہ سب کے سب گناہ مخور ہیں اپنی پیٹوں کو جہنم کے کیڑوں کے لیے پال رہے ہیں (نعوذ باللہ من عذاب جہنم) اب ان کے لیے دو ہی صورتیں ہیں یا تو اپنے مذہب کو مغلظ طلاقیں دے کر جہنم رسید کر دیں یا اوقاف کی ملازمتوں سے دست بردار ہو جائیں اور جتنی تنخواہیں آج تک لے چکے ہیں سب واپس کر دیں۔ نیز اپنی مسجدوں اور مدرسوں پر لگائی ہوئی ہر اس اینٹ کو توڑ پھینکیں جو سعودی عرب کی امداد سے لگائی گئی ہے کیونکہ وہاں سے آنے والی رقم غیر اللہ کے نام پر نامزد کی ہوتی ہے۔

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ بالکل صحیح ہے جو اعتراضات مذکورہ سے پاک ہے اور تفاسیر معتبرہ کے موافق۔ فرماتے ہیں۔

تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۲۵ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۔ (پ ۱۲ رکوع ۱۴ آیت ۲۴)

ترجمہ وحید الزمان زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے مالک کی قدرت کی نشانی نہ دیکھتا

ترجمہ محمود الحسن البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی۔

ترجمہ اشرف علی اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہونا کچھ عجب نہ تھا۔

ترجمہ فتح محمد اس عورت نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے۔ تو جو ہوتا ہوتا۔

یہ تراجم کس قدر خبیث ہیں ان میں سیدنا یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاریب عصمت سے صرف نظر کر کے غلط کام کے قصد میں آپ کو شریک بتایا گیا ہے (معاذ اللہ) حالانکہ غلط کام کا قصد صرف عورت نے کیا تھا آپ کو اللہ تعالیٰ نے فعل بد کی طرح قصدِ بد سے بھی محفوظ رکھا تھا اور عورت نے اگرچہ قصد بد کا ارتکاب کر لیا تھا مگر آپ کے وسیلہ جلیلہ سے فعل بد سے وہ بھی محفوظ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی یہ شان ہے کہ ان سے سچی محبت رکھنے والے فعل بد سے بچا لئے جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ مراتب عالیہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کی عظمت شان کا لحاظ رکھ کر ترجمہ لکھا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دلیل عصمت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غلط ارادے سے بھی محفوظ فرمایا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں۔

بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ (کنزالایمان)

مثال نمبر ۳۶ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۔
(پارہ ۲۵ رکوع ۴ آیت ۵)

ترجمہ اشرف علی خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے۔

ترجمہ محمود الحسن سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔

ترجمہ وحید الزمان اللہ تعالیٰ تو اگر چاہے (تو ایسی قدرت رکھتا ہے) تیرے دل پر مہر لگا دے۔

ترجمہ ثناء اللہ اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے۔

ترجمہ مودودی اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے۔

آیت مبارکہ میں "ختم" کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور کی طرف منسوب فرمایا گیا ہے جس قلب شریف پر قرآن مجید اترا۔ (البقرہ آیت ۹۷ الشعراء آیت ۱۹۴) جو ذکرِ الٰہی میں ایسا مصروف رہتا ہے کہ آنکھیں سو جانے کی صورت میں بھی جاگتا رہتا ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۷) جس میں ایمان و حکمت کے بھرے ہوئے طشت ڈالے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲۵) جسے قوت سامعہ و باصرہ سے معجزانہ طور پر نوازا گیا۔ (شفاء ص ۱۰۲ ج ۱) جسے غل حسد اور حظ الشیطان سے پاک فرما کر رافت رحمت اور تسکین سے بھر دیا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۹ ج ۲) تو ایسے رفیع المقام پیغمبر (علیہ السلام) کے ایسے عظیم الشان دل کی طرف منسوب ہونے والے "ختم" کے وہی معنے کرنا جو قلوب کفار کی طرف منسوب ہونے والے "ختم" کے ہوتے ہیں آداب ترجمہ سے بہت بڑی جہالت ہے افسوس کہ ان مترجمین نے اس سنگین غلطی کا ارتکاب کیا اور یہ نہ سوچا کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ تو قلوب کفار کی قدح میں وارد ہوا ہے اور یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ قلب محبوب (علیہ السلام) کی مدح میں آیا ہے۔ قدح اور مدح میں زمین آسمان کا فرق ہے تو دونوں کا ترجمہ ایک جیسا کس طرح ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے **اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ** پر کہ آپ نے بہت پیارا ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر لگا دے (کہ آپ کو ان

کی بدگوئیوں سے ایذا نہ ہو) کنز الایمان مع الخزائن

مثال نمبر ۲۷ حَتّٰی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا (پ ۱۳ رکوع ۶ آیت ۶)

ترجمہ محمود الحسن یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد ۔

ترجمہ اشرف علی یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی ۔

ترجمہ ثناء اللہ یہاں تک کہ رسولوں کو جب ناامیدی ہوتی اور ان کو جھوٹ کا گمان گزرا تو ہماری مدد آپہنچی ۔

ترجمہ وحید الزمان یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ پیغمبر جھوٹے ہیں ایک ہی ایکا ہماری مدد ان کے پاس آن پہنچی ۔

ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور (تقاضائے بشریت) ان کو ایسا واہمہ گزرا کہ کہیں کسی وجہ سے ہمارے ساتھ وعدہ خلافی تو نہیں کی گئی تو عین وقت پر ہماری مدد ان کے پاس آپہنچی ۔

ترجمہ فتح محمد یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔

قرآن مجید میں ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بے شک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمانداروں کی دنیا کی زندگی میں (پارہ ۲۴ رکوع ۱۱) اس ارشاد عالی کے مطابق مولی تعالے نے ہمیشہ رسولوں کو غلبہ عطا فرمایا اور ان کے دشمنوں کو عذابوں میں مبتلا فرما کر ان سے انتقام لیا۔ کبھی ظاہری اسباب کے ذریعہ انتقام لیا کبھی ظاہری اسباب کے بغیر۔ کبھی رسولوں کی مدد کرنے میں جلدی کی کبھی تاخیر فرمائی لیکن وعدہ خلافی کبھی نہ کی اور جھوٹ کبھی نہ بولا کیونکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا عیب ہے اور حق سبحانہٗ ہر عیب سے پاک ہے۔ انبیا کرام رسل عظام علیہم السلام چونکہ کامل الایمان ہوتے ہیں اس لیے انہوں نے اپنی امیدیں ظاہری اسباب کے ساتھ کبھی وابستہ نہیں کیں ان کا بھروسہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات پر رہا۔ ظاہری حالات بعض دفعہ خطرناک حد تک خراب ہو جاتے رہے مگر وہ حضرات نہ کبھی مایوس ہوتے نہ وعدہ الٰہی کی صداقت میں متردد۔ البتہ تاخیرِ امداد اور تاخیرِ عذاب کی صورت میں جب دشمنوں نے تنگ کیا طعنے دیتے جھوٹا کہا آوازیں کسیں کہ تمہارے پیغمبرانہ وعدے کدھر گئے عذاب کیوں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر یوں کرم فرمایا کہ صبر کرنے

کے سبب پیغمبروں کو اجر بخشا ان کے لیے مددیں اتاریں اور دشمنوں کو مبتلائے عذاب فرمایا لہٰذا اس آیت کے ترجمہ میں یہ لکھنا کر رسول ناامید اور مایوس ہو گئے۔ ۲ انہیں گمان غالب ہوگیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی۔ ۳ انہیں واہم گزرا کہ ہم سے وعدہ خلافی کی گئی۔ ۴ جھوٹ کہا گیا ۵ جھوٹ کا گمان گزرا ۶ ہم سچے نہ نکلے۔ سب کا سب غلط گمراہ کن اور کافر ساز ہے اللہ تعالیٰ ان ناپاک تراجم سے اہلِ اسلام کو بچاتے جو پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کی شان گھٹاتے اور انہیں عوام الناس کے ساتھ ملاتے ہیں۔

اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ شانِ نبوت کا پاسبان بھی ہے اور عقائد اہلِ سنت وجماعت کا ترجمان بھی۔ آپ فرماتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اس وقت ہماری مدد آئی۔ (کنزالایمان)

مثال نمبر ۳۸

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔
(پارہ ۲۶ رکوع ۶ آیت)

ترجمہ اشرف علی اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

ترجمہ محمود الحسن اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لیے۔

ترجمہ وحید الزمان اے پیغمبر ...... اپنے گناہ کی بخشش کے لیے دعا مانگتا رہ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کے (گناہوں کے) لیے (بھی)

ترجمہ ثناء اللہ اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بخشش مانگا کرو۔

ترجمہ مودودی اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

یہ تراجم سب کے سب غلط ہیں کیونکہ ان سے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی عصمت پر زد پڑتی ہے آپ بفضلہ تعالیٰ گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہیں آپ کے افعال و اقوال میں سے کسی پر گناہ و خطا کا اطلاق نہیں ہو سکتا جب آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تو معافی کس کی مانگیں کم علم مترجمین نے لفظ "ذنب" کو گناہ و خطا کے معنے میں محصور مان کر ٹھوکر کھائی انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ لفظ ذَنَبَ یَذْنِبُ ذَنْبًا سے ماخوذ ہو کر خاص تابعدار کے معنے بھی دیتا ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ الذنب فی الاصل التلو والتابع۔ ذنب اصل میں اس تابعدار کو کہتے ہیں جو پیچھے پیچھے چلے ۱۰ ج ۲) اور یہاں یہی معنے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ لفظ ذنب ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہے جس سے پیغمبر اسلام علیہ السلام مراد ہیں اگر یہ لفظ گناہ کے معنے میں مستعمل ہوتا تو ضمیر مخاطب پر داخل ہونے کی بجائے المومنین پر داخل

ہوتا اور للمومنین کی بجائے لذنوب المومنین کے الفاظ مذکور ہوتے۔ مختصر آنکہ "ذنب" کا ضمیر مخاطب پر داخل ہوتا اور المومنین پر داخل نہ ہونا اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ یہاں خاص تابعدار کے معنے مراد ہیں گناہ مراد نہیں۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ کتنا مقدس ہے اس میں وہابی بدعات کا رد بھی ہے اور شان رسالت کی حفاظت بھی۔ فرماتے ہیں۔

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (کنزالایمان)

مثال نمبر ۲۹

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۹ آیت ۱)

ترجمہ اشرف علی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔

ترجمہ محمود الحسن تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

ترجمہ وحید الزمان اس لیے کہ (تو اللہ کا شکر کرے اور) اللہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔

ترجمہ ثناء اللہ تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوتے ہیں۔

ترجمہ مودودی تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگذر فرمائے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بفضلہ تعالیٰ گناہوں سے معصوم ہیں۔ آپ نے دعوٰی نبوت سے پہلے بھی کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ امت کے گناہ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے دنیا میں بھی معاف ہوتے ہیں (سورۃ النساء آیت ۶۴) اور آخرت میں بھی معاف ہوں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۹) تو آپ کی ذات اقدس کی طرف مترجمین کا ترجمہ میں گناہوں خطاؤں اور کوتاہیوں کو منسوب کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ اگر آیت مبارکہ میں "ل" کو سببیہ قرار دے کر اور "ذَنبِكَ" کو "ذَنْبُ اُمَّتِكَ" کے معنے میں لے کر ترجمہ کیا جاتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر بھی حرف نہ آتا اور عقیدہ اہلِ سنت وجماعت بھی محفوظ رہتا اور عربی الفاظ کا شرعی مفہوم بھی بلاتکلف ادا ہوجاتا کیونکہ "ل" بمعنے سبب آتا رہتا ہے اور مضاف بھی بکثرت محذوف ہوتا رہتا ہے۔ کما لا یخفی علی من تتبع افسوس کہ یہ مترجمین مکھی پر مکھی مارنے کا سلیقہ تو رکھتے ہیں لیکن نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت کی حفاظت کی اہلیت نہیں رکھتے۔

اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے

فرماتے ہیں۔

تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (کنز الایمان)

مثال نمبر ۴۰ نَادٰھُمَا رَبُّھُمَا۔
(پارہ نمبر ۸ رکوع نمبر ۹ آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ اشرف علی ان کے رب نے ان کو پکارا

ترجمہ محمود الحسن پکارا ان کو ان کے رب۔

ترجمہ وحید الزمان پروردگار نے (یہ حال ان کا دیکھ کر) انکو آواز دی۔

ترجمہ عبد الماجد دونوں کو پکار کر ان کے پروردگار نے فرمایا۔

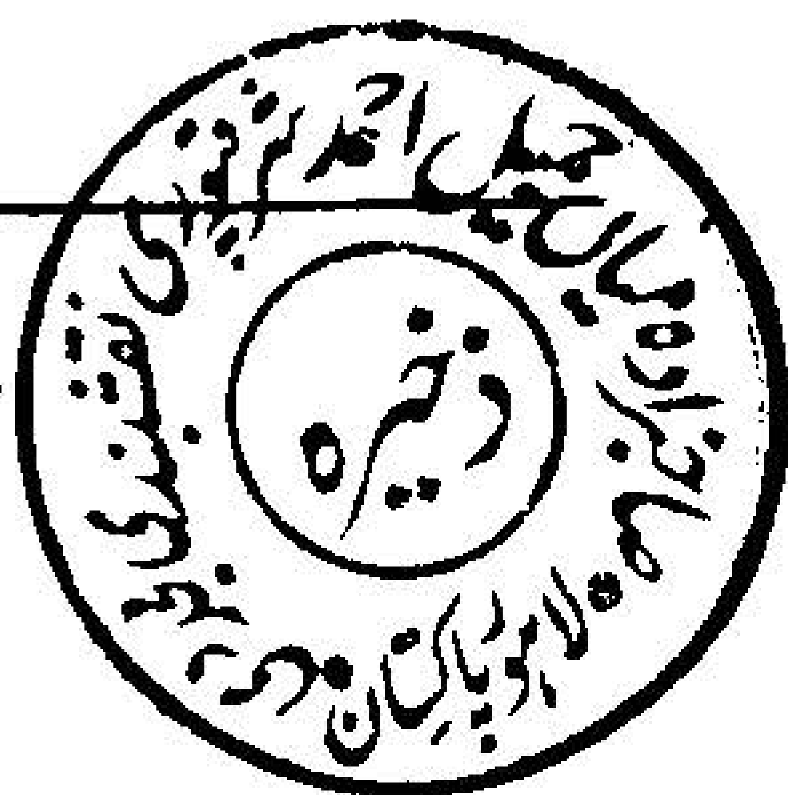
ترجمہ مودودی ان کے رب نے انہیں پکارا۔

اللہ تعالیٰ دل کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے (دیکھو سورۃ البقرہ ۱۸۶ سورۃ قٓ آیت ۱۶) تو آیت مذکورہ کے ترجمہ میں یہ کہنا کہ آدم و حوا علیہما السلام کو ان کے رب نے پکارا یا آواز دی ناسمجھی پر مبنی ہے کیونکہ جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ کسی سے بات کرتے وقت اس کو نہ

پکارتا ہے نہ آواز دیتا ہے بلکہ ارشاد فرماتا ہے یا بات کو دل میں ڈالنا
افسوس کہ "نَادٰی یُنَادِیْ" کا ترجمہ مندرجہ مترجمین نے جو کیا ہے جو مخلوق کی
شان کے لائق ہے خالق کی شان کے لائق نہیں۔ پھر افسوس کہ ایک
طرف تو خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر مانتے ہیں اور دوسری طرف ایسا ترجمہ
کرتے ہیں جو حاضر وناظر کے منافی ہے۔ ع عقل ان کو مگر نہیں آتی۔
ان وہابی دیوبندی تراجم خبیثہ کی آڑ لے کر ایک خبیث ہندو دیانندی
نے اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کا اور ہمہ دان ہونے کا جگہ جگہ انکار
کیا ہے (دیکھو اس کی تصنیف ستیارتھ پرکاش ص ۲۹۹، ۲۸، ۳۴، ۳۴،
۱۰، ۳۹)

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کا ترجمہ بالکل درست ہے اس سے سورۃ بقرہ اور سورۃ قٓ کی
موافقت بھی برقرار رہتی ہے اور عقیدہ حاضر وناظر پر بھی زد نہیں پڑتی۔
فرماتے ہیں۔

انہیں ان کے رب نے فرمایا۔ (کنز الایمان)



کتبہٗ سید احمد شاہ